# شُعلَۃُ النَّارُ

اور

# مقبرہ خانیار

از

مولوی عبداللہ وکیل

---

باہتمام محمد عبداللہ وکیل پرنٹر و پبلشر نشاط پریس سرینگر میں چھپا۔
قیمت ۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اَی رَبِّ نسئلک بِاَن تحفظنا مِن جُنُودِ الظنُونَ والاوھام

احمدیت کی بنیاد وفات مسیح کا مسئلہ ہے اور حضرت مسیح کا مقتول و مصلوب ہونا یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں ایک معرکۃ الآراء بحث ہے۔ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور مامور من اللہ ہو کر بڑے زور سے اعلان کرتے ہیں کہ کشمیر کے لوگ تبواتر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ محلہ خانیار کا مقبرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے لہٰذا کسی لفظی تاویل یا قرائین اور قیاس واستدلال سے حیات ووفات کا جھگڑا بمقابلہ شہادتِ اہلِ کشمیر بیہودہ ہے۔ صرف یہی امر تنقیح طلب ہے کہ آیا اہلِ کشمیر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خانیار کا مقبرہ مسیح علیہ السلام کا ہے۔ یا یہ بات میرزا صاحب کی بنائی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہی ہو تو حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ باطل اور احمدیت کی بنیاد منہدم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ مضمون تحریر کرتا ہوں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ یہودیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نے مسیح کو مصلوب و مقتول بنا کر قتل کر دیا ہے عیسائی جو حضرت مسیح کے پیرو ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ واقعی مسیح صلیب پر مر گیا جیسا کہ انجیل کی شہادت سے بھی یہ واقعہ ثابت ہے۔ پس مسیح کا مصلوب و مقتول ہونا یہود نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ تاریخی طور پر تواترِ جنسی پر منتہی ہوتا ہے۔ البتہ کچھ عرصہ کے بعد عیسائیوں میں ایک فرقہ ایسا بھی پیدا ہوا جو تواترِ جنسی کے خلاف قرائن سے استدلال کر کے کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح صلیب سے بچ کر کسی اور جگہ چلے گئے۔ مگر یہ خیال اب بھی باطل ثابت ہو رہا ہے۔ جیسا کہ جریدہ الفضل قادیان ۹ نومبر ۱۹۴۵ء کے صفحہ اول پر یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ پچھلے

دنوں اخبارات میں لندن کے ایک اخبار ڈیلی ہیرلڈ کے نامہ نگار مقیم بیت المقدس کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ قدس کے قریب ایک غار کے اندر مقبرہ کی کھدائی کرتے ہوئے ایک ایسی تحریر یونانی زبان کی ملی ہے جو تاریخ مذہب میں انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ کیوں کہ یہ تحریر یسوع مسیح کی مصلوبیت کے چشمدید گواہ کا بیان سمجھی گئی ہے۔ اور اس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ واقعہ صلیب کے بعد غالباً چند ہفتوں کے اندر اندر لکھی گئی۔ اس میں لکھا ہے کہ فلاں اور فلاں (دو مجرموں) کے ساتھ مسیح کو سولی دی گئی۔ انتہی بلفظہ۔ الفضل کے اس بیان نے یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ متواترہ کی تائید کی کہ مسیح مصلوب ہو کر مر گیا۔ اس ثابت شدہ واقعہ کے چھ سو برس کے بعد قرآن نازل ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے وَمَا قَتَلُوہ وَمَا صَلَبُوہُ۔ پس اگر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح مصلوب و مقتول ہی نہیں ہوا بلکہ بمنشاء بَل رَفَعَہ اللہ سیدھا بجسد عنصری آسمان پر چلا گیا تو ایسی بات کو جو بالبداہت۔ تاریخ اور علم و عقل کے خلاف ہو کوئی عاقل نہیں مان سکتا اور نہ اس سے یہود پر کوئی حجت قائم ہوتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم کا مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے ابطالِ رسالت کا نتیجہ مدنظر رکھ کر دعویٰ کیا۔ کہ ہم نے مسیح رسول کو قتل کر کے اس کا دعویٰ باطل کر دیا۔ یہ یہودیوں کا فریب خیال تھا۔ سچا رسول شہید ہو کر بھی کاذب نہیں ہوتا۔ توریت میں جو لکھا ہے۔ کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے۔ وہ قانونی سزا ہے۔ یعنی مدعی کاذب کو قتل کر دو۔ یہ مطلب نہیں کہ جس نے قصور کو پھانسی پر چڑھا دو۔ وہ مجرم ہے۔ اس لئے مسیح کے جسم عنصری کا مصلوب و مقتول ہونا اس کی رسالت کو باطل نہیں کرتا۔ پس نتیجہ کے اعتبار سے انھوں نے مسیح کو مصلوب و مقتول نہیں بنایا بلکہ خدا نے مطابق وعدہ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ۔ مسیح کو رفعت عطا ہوئی۔ یہودیوں کی ذلت اور بیوقوفی نمودار ہو گئی۔ اب واقعہ صلیب کے دو ہزار

برس کے بعد میرزا صاحب نے سر سیّد مرحوم اور بعض عیسائیوں کی طرح مان لیا کہ حضرت مسیح صلیب سے بچ گئے اور ایک نئی بات جو آج تک کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ کشمیر چلے گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہیں۔ اور سب باتوں سے ترقی کر کے اس بات پر اصرار فرمایا کہ اہل کشمیر متواتر گواہی دیتے ہیں کہ یہ مقبرہ عیسٰی علیہ السلام کا ہے۔ اور وہ یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ کشمیر کے مسلمان سنی وشیعہ ابتداء سے یہی مانتے ہیں۔ کہ مسیح آسمان پر ہے وہ احمدیت کے دشمن ہیں کبھی کسی مسلمان نے نہیں کہا اور نہ کہہ سکتا ہے کہ خانیار کا مقبرہ عیسٰی علیہ السلام کا ہے۔ مگر باوجود اس کے حضرت میرزا صاحب اصرار کرتے ہیں اور اپنے مکفر علماء کو ہی گواہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عیسٰی علیہ السلام کا مقبرہ ہے۔ چنانچہ مسیح کا کشمیر جانا تحفہ گولڑویہ یہ صفحہ ۲۰۔۲۱ پر اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔ کہ حضرت مسیح تو سیاحت کرتے کرتے کشمیر پہنچ گئے۔ لیکن یہودی اس زعم باطل میں رہے۔ کہ گویا حضرت مسیح بذریعہ صلیب قتل کئے گئے کیوں کہ جس طرز سے حضرت مسیح صلیب سے بچائے گئے تھے۔ اور پھر مرہم عیسےٰ سے زخم اچھے کئے گئے تھے اور پھر پوشیدہ طور پر سفر کیا گیا تھا یہ تمام امور یہودیوں کی نظر سے پوشیدہ تھے اور صفحہ ۲۳ کتاب مذکور پر تحریر فرماتے ہیں کہ غلطی سے نصاریٰ نے اس بات کو قبول کر لیا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوگئے ہیں ـــــ مگر حواریوں کے وقت میں یہ غلطی نہیں ہوئی۔ بلکہ اُن کے بعد عیسائیت کے بگڑنے کی یہ پہلی اینٹ تھی۔ اور چوں کہ حواریوں کو تاکیداً یہ وصیّت کی گئی تھی کہ میرے سفر کا حال ہرگز بیان مت کرو اس لئے وہ اصل حقیقت کو ظاہر نہ کر سکے اور ممکن کہ توریہ کے طور پر انہوں نے یہ بھی کہہ دیا ہو۔ کہ وہ تو آسمان پر چلے گئے تاکہ یہودیوں کا خیال دوسری طرف پھیر دیں غرض

انہی وجوہ سے حواریوں کے بعد نصاریٰ صلیبی اعتقاد سے سخت غلطی میں مبتلا ہو گئے مگر ایک گروہ ان میں سے اس بات کا مخالف بھی رہا اور قرائن سے انہوں نے معلوم کر لیا کہ مسیح کسی اور ملک میں چلا گیا۔ انتہا بلفظہ۔

اس جدید کہانی کے بیان کرنے میں حضرت مرزا صاحب نے جو شہادت اہالیان کشمیر کی بیان فرمائی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ "جناب مرزا صاحب نے رسالہ راز حقیقت کے حاشیہ صفحہ ۹ پر تحریر فرمایا ہے کہ "اس نبی کی قبر کو جو سرینگر میں واقع ہے بعض یوز آصف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہمارے مخلص مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے جب سرینگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسےٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جو اب تک سرینگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کرے۔ اب اس کے بعد انکار بے حیائی ہے۔" اسی طرح کتاب الہدیٰ صفحہ ۱۰۹ پر لکھا ہے۔ وتواتر علیٰ لِسان اهلها انه قبر النبی ---- وكان من بنى اسرائيل واشتهر بين عامتهم ان اسمه الاصل عیسیٰ صاحب وکان من الانبياء۔ حضرت میرزا صاحب کا یہ دلیرانہ اعلان کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ ہر ایک انسان باشندۂ کشمیر اس وقت بھی گواہ ہے کہ یہ تمام واقعات بیان کردہ مرزا صاحب صرف وہم اور خیال کی ایجاد ہیں در حقیقت کوئی ایک بات بھی صحیح نہیں حضرت میرزا صاحب کا مخلص مولوی عبداللہ صاحب کشمیری میں ہی ہوں۔ جو اپنی آخری عمر میں باآواز بلند بول رہا ہوں اور صاف کہتا ہوں کہ میں نے ہی بحکم مرزا صاحب سری نگر میں اس مزار کی تفتیش کی تھی اور اپنی رپورٹ

بذریعہ خط حضرت مرزا صاحب کو بھیج دی تھی اور انہوں نے میرا خط اسی وقت ۱۸۹۸ء میں رسالہ راز حقیقت کے صفحہ ۱۵ پر شائع کر دیا ہے۔ پس اگر بوقت تفتیش ان باتوں میں سے کوئی بات مجھے معلوم ہو جاتی ہے۔ تو ایسی اہم بات کو میں کسی طرح نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔

وہ بات ضرور میرے خط میں درج ہوتی کم از کم یہ بات ضرور ہوتی کہ بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سن کر کہا۔ کہ ہم میں وہ قبر حضرت عیسےٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔یا یہ کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ مگر حیرت ہے حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا باتوں میں سے کوئی بات بھی موجود نہ تھی اور نہ میری رپورٹ میں درج ہے۔ بلکہ میرے شائع شدہ خط میں مرزا صاحب کے بیان کے خلاف صفحہ ۱۶ پر سطر ۷ کی عبارت کا صریح مفہوم یہ ہے کہ کشمیر کے مسلمان اس نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اہل کشمیر بتواتر اس کو اسرائیلی نبی مانتے ہیں۔ چنانچہ میں نے رسالہ "معیار رسالت" لکھ کر اپنا بیان شائع کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ واقعات مندرجہ بالا ان کے خیال کا فریب اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ میں نے اس بیان میں یا اس کے سوا کبھی یہ نہیں کہا کہ میرے اس بیان میں اس بات کو ترمیم کر کے مرزا صاحب نے خود بڑھا لیا ہے۔ کیوں کہ میرے خط میں یہ مضمون نہ پہلے تھا اور نہ اب موجود ہے البتہ میرے خط میں جو ترمیم ہوئی وہ دیگر امور کے بارے میں ہے جو خارج از بحث ہیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ بات صرف اس قدر ہے کہ محلہ خانیار میں ایک مقبرہ ہے۔ جس کو لوگ یوز آسف نبی کا مقبرہ کہتے ہیں محض لفظ یوز آسف اور نبی کو سامنے رکھ کر یہ باتیں وہم و خیال سے بنائی گئی ہیں۔ کوئی بات بیان کردۂ رسالہ راز حقیقت مندرجہ بالا واقعہ کے مطابق نہیں لہٰذا میں

اعلان کرتا ہوں کہ جس کو اس میرے بیان میں شک ہو وہ خود کشمیر میں آکر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کر سکتا ہے کہ کوئی شخص اس مقبرہ کو عیسےٰ علیہ السلام کا مقبرہ نہیں کہتا نہ کسی نے کبھی ایسی شہادت دی جیسی کہ مرزا صاحب نے بیان فرمائی۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ خانیار کی قبر کو کوئی کہتا تھا کہ یہ عیسےٰ علیہ السّلام کی قبر ہے محض خیال اور وہم کی ایجاد ہے البتہ اب اس موقعہ پر طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مرزا صاحب کے بیانات اس بارے میں ایسے بے بنیاد اور غلط تھے تو میں اب تک کیوں خاموش اور احمدیت میں سرگرم رہا۔ اس کی اصل وجہ ایک تو یہ ہے کہ میرے دماغ پر میرے اپنے خط کا مضمون موثر رہا میری توجہ دیگر باتوں کی طرف نہیں گئی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں احمدیت کا دلدادہ تھا۔ اور میرزا صاحب کا معتقد۔ اس معتقدانہ عقیدہ نے مجھے ایسی باتوں سے محجوب کر دیا جیسا کہ اب تک بھی ساری احمدی دُنیا محجوب ہے۔ علاوہ بر آں اب تک میرا خاموش رہنا یا سرگرم احمدی ہونا خواہ وہ کسی وجہ سے ہو۔ اس بات کی دلیل نہیں کہ میرزا صاحب کا بیان خلاف واقعہ درست ہے۔ میں کسی وجہ سے میرزا صاحب کا مقلد تھا۔ اور تقلید سے اِنسان اندھا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میرا بیان شائع ہونے کے بعد بھی مقلدین قادیان اپنی اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً رسالہ فرقان، قادیان ماہ فروری ۱۹۴۶ء میں لکھا ہے کہ میرا بیان اس وجہ سے غلط ہے۔ کہ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نے میرے خط میں ترمیم کر کے یہ مضمون بڑھالیا ہے۔ حالانکہ میں نے کبھی ایسی بات نہیں کہی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مقلد کی عقل محدود ہوتی ہے وہ بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

الغرض میں نے رسالہ فرقان قادیان ۱۹۴۵ء میں یہ دیکھا کہ اس وقت بھی اہل قادیان میں جناب امام جماعتِ احمدیہ مصلح موعود کا مرتبہ یہ

ہے کہ کان اللہ نزل من السماء۔ وہ کلمۃ اللہ۔ خدا کا مجسم کلام ہے وہ خدا کا کئی جہتوں کا مظہر ہے۔ وہ مظہر الحق ہے۔ گویا خود خدا آسمان سے اُتر آیا۔ اس بلند مرتبے کے لحاظ سے میں نے خیال کیا کہ امام جماعت احمدیہ قادیان اس مشکل سوال کو حل کریں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے کس طرح واقعات کے خلاف باتیں لکھی ہیں۔ چنانچہ میں نے بذریعہ رجسٹری جناب خلیفہ قادیان کو حسب ذیل عریضہ ارسال کیا:۔

مکرم و معظم حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ازراہ کرم آپ میرے اس مخلصانہ عریضہ پر متوجہ ہو کر جواب عنایت فرماویں۔ اگر جناب کے جواب سے میرا اطمینان ہو گیا تو اپنے موجودہ عقیدہ پر نظر ثانی کرنا میرے لئے کچھ مشکل نہیں۔ بات مختصر یہ ہے کہ یہ زمانہ مسیح و مہدی کا ہے۔ باب و بہا کا دعویٰ آپ کے نزدیک باطل ہے باقی رہا حضرت مرزا صاحب کا معاملہ اس کے متعلق میری عرض صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے سری نگر میں حضرت عیسےٰ کی قبر ثابت کرنے کے لئے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس نبی کی قبر کو جو سری نگر میں واقع ہے۔ بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسےٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جواب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسانوں سے دریافت کرے۔" اور بعض کتابوں میں یہ بھی لکھ دیا۔ کہ عوام میں یہ عیسےٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ کہتے ہیں یہ نبی اسرائیلی تھا۔ پس خانیار کے مقبرے کے متعلق ان باتوں میں سے کوئی بات میرے خط میں موجود نہیں۔ جو خط میں

نے حضرت میرزا صاحب کو لکھا اور جس کو انھوں نے شائع کر دیا اور نہ کوئی بات مطابق واقعہ ہے۔ بلکہ یہ تمام باتیں حضرت مرزا صاحب نے اپنے خیال سے ایجاد کر کے بڑے زور کے ساتھ دُنیا میں شائع کر دیں۔ اب اگر ایک شخص نبی اور رسول ہو کر خانیار میں مسیح کی قبر ثابت کرنے کے لئے ایسے غلط بیانات شائع کرتا ہے۔ تو اس کا دعویٰ ہر گز قائم نہیں رہ سکتا۔ ایسی صورت میں جبکہ باب و بہا اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہی باطل ہو تو اسلام اور انبیائے سابقہ کی سچائی کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔

مورخہ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۴۵ء　　　　جواب کا منتظر خاکسار

محمد عبداللہ سابق وکیل از سرینگر کشمیر

اس عریضہ کا جواب امام جماعت قادیان کی طرف سے حسب ذیل موصول ہوا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود۔

پرائیویٹ سکریٹری حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نصرہ العزیز

نمبر ۴۰۶۱　　　　مورخہ ۴۵-۱۱-۱۴

مکرمی جناب محمد عبداللہ صاحب وکیل

آپ کا خط مورخہ ۴۵-۱۰-۲۵ ملا۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ آپ نے جو خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا تھا اور جس کے متعلق آپ کو اعتراض ہے کہ حضرت نے غلط باتیں شائع کر دیں وہ کس تصنیف میں شائع ہوئی ہیں حوالے کی اطلاع آنے پر مزید غور کر کے جواب دیا جائے گا۔

خاکسار۔ مہر و دستخط پرائیویٹ سکریٹری

اس خط کے آنے پر میں نے جواب کے علاوہ رسالہ ''معیار رسالت'' بھی جناب خلیفہ صاحب کو بھیج دیا جس میں میرا بیان بحوالہ کتب

مرزا صاحب مطبوعہ اور مشتہرہ ہے مگر آج تک جناب خلیفہ قادیان نے مطابق وعدہ کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ اور خاموش ہوگئے۔ فإنا لله وانا الیه رَاجعُون۔

البتہ فرقان قادیان نے ماہ فروری ۱۹۴۶ء کے رسالے میں صفحہ ۴۰ پر نہایت دلیری کے ساتھ وہ بات لکھدی جو مرزا صاحب کو بھی معلوم نہ تھی وہ لکھتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب کا انکار اصل حقیقت کو چھپا نہیں سکتا۔ کیوں کہ خود قادیان کے بہت سے بزرگوں نے سری نگر جاکر قبر نبی کے متعلق وہاں کے لوگوں سے استفسار کیا تو وہاں کے لوگوں نے یہ بتایا کہ یہ قبر عیسےٰ ہے اور یہ عقیدہ اہالیانِ کشمیر میں نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا ہے۔ اس قسم کی شہادت حسب خواہش پیش کی جاسکتی ہے۔ پس مولوی عبداللہ صاحب کا یہ کہنا کہ اہالیانِ کشمیر اس قبر کو عیسےٰ کی قبر نہیں مانتے سراسر غلط ہے۔" جب میں نے رسالہ فرقان میں یہ بیان پڑھا تو میں نے مزید مطالعہ کر کے معلوم کر لیا کہ اس بیان کی اصلیت کیا ہے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میری تحقیقات کے بعد یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ اہلِ کشمیر سے صرف یہ شہادت حاصل ہو کہ خانیار میں یوز آسف نبی کا مقبرہ مشہور ہے چونکہ ایسی شہادت کا مہیا کرنا ایک معمولی بات تھی کیوں کہ کشمیر کے لوگ اس کو یوز آسف نبی کا مقبرہ کہتے ہیں لہٰذا میں نے بشمول خلیفہ نورالدین ساکن جموں۔ پیر عبداللہ شاہ صاحب قمری کی امداد سے صرف اتنی شہادت مہیا کی کہ خانیار میں جو مقبرہ ہے وہ یوز آسف نبی کے مقبرے سے مشہور ہے اور ایک شہادت نامہ مرتب کیا۔ اس شہادت نامہ پر میر واعظ مولوی رسول شاہ مرحوم وغیرہ لوگوں کے دستخط ہیں۔ یہی شہادت نامہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو روانہ کیا تھا۔ جس کی بنا پر مرزا صاحب نے اپنی طرف سے قبر نبی اللہ عیسےٰ بڑھا کر عمائد

کشمیر کو گواہ قرار دیا پھر الہدیٰ کتاب لکھ کر علمائے مصر کو بھیج دی جس کی بنا پر سید محمدؐ رشید (رضا) جیسا فاضل جلیل بھی مانتا ہے کہ خانیار میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مگر وہ تمام علماء اور عمائد جن کو مرزا صاحب گواہ قرار دیتے ہیں وہ سب کے سب تمام عمر اس شہادت سے منکر رہے اور ہمیشہ مرزا صاحب کی تکذیب کرتے رہے۔ اور یہی کہتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ منجملہ اُن گواہوں کے ابھی ایک گواہ جناب مولوی عتیق اللہ صاحب برادر میرواعظ مرحوم زندہ ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ انکار کرتے ہیں اور احمدیت کے مخالف ہیں۔ تمام احمدی دُنیا مل کر کشمیر میں آکر مولوی عتیق اللہ صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں کہ آپ نے کب ایسی شہادت دی تھی وہ یقیناً میرے بیان کی تائید کریں گے نہ مرزا صاحب کے۔ الغرض اسی واقعہ کو رسالہ "فرقان" نے اپنی طرف سے اور بھی بگاڑ کر میری تردید میں شائع کیا ہے۔ غالباً خلیفہ صاحب قادیان نے جو جواب کا وعدہ کیا تھا وہ یہی ہوگا مگر اس سے احمدیت کی پوزیشن اور بھی خطرناک ہو گئی۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی اس کاروائی نے علمائے مصر کو بھی شہادت نامہ مذکور کی بناء پر مسحور کر دیا۔ چنانچہ جناب میرزا صاحب کتاب الھدیٰ صفحہ ۱۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ثم بعد ذالِك نكتب اسماء رجال ثقاة من سُكّان تِلك البلدة الذين شهد وانهٗ قبر نبي الله عيسى - یہ عبارت لکھ کر حضرت میرزا صاحب نے واعظ رسول شاہ صاحب میرواعظ کشمیر، مولوی احمد اللہ شاہ برادر میرواعظ، مولوی عتیق اللہ صاحب، مولوی حیدر علی صاحب، مفتی شریف الدین صاحب، مولوی ضیاء الدین صاحب وغیرہم قریباً ستر اصحاب کے نام لکھے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ انہی لوگوں نے شہادت دی ہے کہ خانیار کی قبر بلاشک وشبہ نبی اللہ عیسےٰ کی

ہے اور پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

"کانت هذا الشهداه الوفاً ولاکن قنعنا بهٰذاالقدر وکلهُم عمائد القوم ومشاهیر هم وَصلحاء هم." خلاصہ یہ کہ بقول میرزا صاحب کشمیر میں ایسے ہزاروں گواہ عمائد قوم اور مشاہیر اور صلحا موجود ہیں جو گواہی دیتے ہیں کہ یہ قبر عیسےٰ نبی ہے۔ درحال یہ کہ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ علمائے کشمیر ہمیشہ حضرت میرزا صاحب کے مخالف رہے۔ اور سب مسلمان یہی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر ہے۔ کسی عامی یا عالم کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ مقبرہ عیسےٰ علیہ السّلام کا ہے۔ مگر حضرت میرزا صاحب کی اس کاروائی سے بیرونی ممالک اسلامیہ کے مخالفین احمدیت بھی مسحور ہو گئے اُنھوں نے بھی میرزا صاحب کے بیان پر اعتبار کر کے مان لیا کہ یہ مقبرہ عیسےٰ علیہ السّلام کا ہے۔ چنانچہ سید محمدؐ رشید جیسا فاضل جلیل اپنی مشہور تفسیر المنار مطبوعہ مصر جزو ثالث صفحہ ۴۲ پر یہ عنوان قائم کرتا ہے:۔

"القول بهجرة المیسح الی الهند وموته فی بلدة سری نگرفی کشمیر" پھر اس عنوان کے نیچے لکھا ہے۔ ذکر ذالك بتفصیل غلام اَحمد القادیانی الهندی فی کتابهِ الذی سماه الهدیٰ--- وذکر(اکثر) مِن سبعین اسمِ مِن اسماء اهل ذالك البلد الذین قالو ان ذالِكَ القبر- هوقبر المسیح عیسی بن مریم." پھر حسب ذیل اقرار کرتا ہے۔

ففرارهٗ الی الهند وموته فِی ذالِك البلد لیَس ببعیدٍ عقلاً ولاَ نقلاً۔"

پس حضرت مرزا صاحب کے اس بیان نے نہ صرف احمدی دنیا کو بلکہ غیر احمدی فضلاء کو بھی یقین دلایا کہ خانیار میں مسیح علیہ السّلام کا مقبرہ ہے۔ اب یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ مرزا صاحب جیسا انسان

اہالیانِ کشمیر کی شہادت کو فرض کر کے اس بات پر اصرار کریں کہ اہل کشمیر بتواتر خانیار میں حضرت عیسیٰ کی قبر مانتے ہیں اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ تخیل ہماری زبردست قوتوں سے ہے اور اس پر قابو پانا بہت مشکل ہے۔ تخیل ہی وہم کا باوا آدم ہے اور ایسے اولیاء اور خلفاء جو منصوص طور پر خلیفۃ الرسول نہ ہوں خواہ وہ بڑے علماء و حکماء و مدعیان ولایت و مجددیت والہام ہوں۔ وہ بھی ارادہ اور عقل کے باوجود تخیل کی وجہ سے بہک جاتے ہیں۔ باوجود عاقل اور فاضل ہونے کے وہم اور تخیل ہمارا سب سے بڑا گمراہ کرنے والا ہے اور ہم یہاں تک اُس کو اپنے دل ودماغ میں لئے رہتے ہیں کہ بالآخر یہ پیوست ہو جاتا ہے اور پھر یہ حالت ہوتی ہے۔ کہ ہم اس پر اور جمتے ہیں یہاں تک کہ ہم اس کو واقعہ خیال کرتے ہیں اور غیر موجود اشیاء کو موجود مانتے ہیں۔ تخیل نفس کی زبردست طاقتوں سے ہے جب تک اس پر قابو نہ پایا جائے تب تک ہم غلط اندازہ کرتے رہتے ہیں۔ اور فریب خیال میں مبتلا رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض بزرگ اپنے حد سے بڑھ کر وحی والہام کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ کوئی مسیح موعود اور کوئی مصلح موعود بنتا ہے۔ کیوں کہ تمام لوگوں کی عقلیں سوائے پیغمبرانِ برحق کے محدود ہیں۔ اور محدود عقل پوری طرح وہم سے آزاد۔ نہیں ہوتی اسی سلسلے میں حضرت مرزا صاحب باوجود قابل تعظیم بزرگ ہونے کے اوہام سے بچ نہ سکے۔ جیسا کہ اُن کے الہامات اور مکاشفات اور دیگر تاویلات سے ظاہر ہے۔ یہ ایک خدائی امتحان ہے۔ جو ہمیشہ سے جاری ہے اور اسی امتحان سے صادق رسول کی رسالت مبرہن ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ خود جناب میرزا صاحب نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۸و۷۹ پر تسلیم فرمایا ہے کہ بعض سفید پتھر ہیروں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی امور میں ہوتا ہے پس جب اس قسم کے مدعیان الہام وماموریت کا امتحان ہوتا ہے تو اگرچہ ان میں مامور من اللہ کے بعض صفات

بھی نظر آتے ہیں اور ان کے بعض الہام بھی سچے اور بعض پیشین گوئیاں بھی درست ہوتی ہیں تاہم امتحان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگ باوجود عالم و فاضل ملہم اور خواب بین ہونے کے اکثر باتوں میں ظنون واوہام کی پیروی کرتے ہیں اس لئے دین کادارومدار صرف اطاعت رسول پر ہے۔ البتہ خلفاء جو انبیاء غیر تشریعی کی طرح رسول کے جانشین اور مروّج اسلام ہوں ان کی خلافت منصوص ہوتی ہے۔ الغرض یہ بات بطور امر واقعہ ثابت ہوگئی کہ حضرت مرزا صاحب نے وفات مسیح کے لئے پہلے بلا دلیل وبرہان ان کے مصلوب اور مقتول ہونے سے انکار کیا اور ماقتلوہ وَمَا صَلَبُوْہ کا مفہوم نہ سمجھا اس کے بعد مسیح کی قبر تلاش کرنے لگے اور یہ بھی مان لیا کہ مسیح نے حواریوں کو تقیہ یا توریہ کی تعلیم دی جس سے یہود و نصاریٰ گمراہ ہوگئے اور جناب میرزا صاحب کی اس بات نے یہودیوں کی تائید کی اور پھر یوز آسف کو عیسیٰ قرار دیا اس کے بعد یہ بات بتائی کہ اہالیانِ کشمیر بتواتر بیان کرتے ہیں کہ یہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اس کے بعد ایک شہادت نامہ حاصل کیا جس میں صرف الفاظ یوز آسف نبی درج ہیں اس کو عیسیٰ نبی اللہ بنا کر ممالک عربیہ میں شائع کردیا جس کی بناء پر محمدؐ رشید رضا جیسا فاضل بھی گواہ بن گیا درحال یہ کہ تمام کشمیر میں ایک انسان بھی ایسا نہیں جس نے میرزا صاحب سے پہلے کبھی یہ کہا ہو کہ مقبرہ یوز آسف عیسیٰ صاحب کا مقبرہ ہے۔ اب کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ ایک غیر معقول اور فرضی کہانی کو مذہب کی بنیاد بنایا جائے۔ الغرض صرف اسی ایک واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا صاحب کا دعویٰ اور دلائل ساقط الاعتبار ہیں۔ اور جہاں تک ہوسکے اسلام کو ایسے اوہام سے صاف و پاک رکھنا لازم ہے اگرچہ احمدیت کے دیگر بنیادی اصول بھی ظنوں واوہام کی پیداوار ہیں مگر میں اسی ایک بات پر اکتفا کرتا ہوں چوں کہ احمدیت پر تبصرہ کرنے کے لئے ایک مستقل اور ضخیم

کتاب کی ضرورت ہے۔ لہٰذا میں تمام کائنات عدل کے سامنے بلاخوف تردید کہتا ہوں کہ اگر ہم باوجود اس کے حضرت میرزا صاحب کو مامور من اللہ مسیح موعود یا نبی غیر تشریعی قرار دیں تو معاذ اللہ ہم خود ہی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ تمام انبیاء میرزا صاحب کی طرح اوہام میں مبتلا تھے۔ تو اس لامذہبی کے زمانہ میں اس سے دین برباد ہوگا۔ کیوں کہ ہر ایک نبی کا وجود خدا نما ہوتا ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں آکر اوہام پرستی کا نقش مٹایا پس کوئی مدعی ماموریت جو خود ہی اوہام میں گرفتار ہو، مامور من اللہ نہیں ہو سکتا، خواہ وہ کتنا ہی مفسر، مجتہد و مجدد اور ملہم نظر آئے۔ پس میں مانتا ہوں کہ اشاعت اسلام ایک مبارک کام ہے۔ بشرطیکہ تقالید اور ظنون اور اوہام سے پاک کر کے اس کی اشاعت ہو اور معلوم ہو کہ خالص اسلام کیا ہے ورنہ غلط بنیاد پر اشاعت اسلام، اسلام کے لئے مہلک ہے ایسا اسلام جو ظنون اور اوہام سے ملوّث ہو دیگر بگڑے ہوئے مذاہب کی طرح ہے۔ مثلاً جناب میرزا صاحب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں کہ "دُنیا میں اسلام سے مُراد یہی سلسلہ احمدیت ہے۔" اور ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۱ پر ارشاد ہے۔ کہ "صرف احمدی ناجی فرقہ ہے۔" اور یہ ثابت ہو چکا کہ احمدیت کی بنیاد ظنون و اوہام پر ہے۔ تو احمدیت کے ذریعہ سے اشاعت اسلام مفید نہیں اور نہ اس طرح غلبہ اسلام ممکن ہے۔

بالآخر میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تمام کشمیر میں تلاش کر کے یہ امر ثابت ہو کہ میرا بیان غلط ہے اور جیسا کہ میرزا صاحب نے فرمایا ہے اہل کشمیر بتواتر گواہی دیتے ہیں کہ خانیار کا مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور مولوی رسول میر واعظ مرحوم وغیرہ نے گواہی دی ہے کہ یہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے تو میں بطور تاوان مبلغ پانچ سو روپیہ اہل قادیان کو ادا کروں گا اور اپنا توبہ نامہ بھی شائع کروں گا۔

وَما عَلینَا اِلاّ البَلاغ

من از ہمہ روئیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے

بگر داز بہر این روزیست اے داناو ہشیارے

خاکسار:۔ محمدؐ عبداللہ سابق وکیل ہائیکورٹ

کاچگری مسجد فتحکدل سری نگر کشمیر

۱۵ مئی ۱۹۴۶ء

# حضرت میرزا صاحب کی ترمیم

میری رپورٹ میں جو ترمیم ہوئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ قریباً انیس سو برس سے یہ مزار ہے۔۔۔۔۔ کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس سے پہلے گزرا ہے پس اگر اس مقبرہ کا انیس سو برس سے ہونا اور ہمارے نبی سے پہلے اس کا چھ سو برس سے ہونا بھی مانا جائے تاہم کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ مقبرہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہے کیوں کہ حضرت میرزا صاحب رسالہ دافع البلاء کے اخیر پر حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالےٰ کی زمین پر بعض راستباز اپنی راستبازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہوں۔۔۔۔ پھر فرماتے ہیں کہ ممکن بلکہ قریب قیاس ہے۔ کہ بعض انبیاء جو لم نقصص میں داخل ہیں وہ ان سے بہتر اور افضل ہوں گے۔ پس جبکہ جناب میرزا صاحب مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں اور بھی انبیاء تھے تو یہ بھی ممکن بلکہ قریب قیاس ہے کہ یوز آسف نبی اسی وقت کا کوئی نبی ہو جو خانیار میں مدفون ہے۔ جس پر انیس سو برس کا عرصہ گذر گیا اور جو ہمارے نبی سے پہلے چھ سو برس سے تھا۔ اس لئے یہ

بات بھی کوئی مضبوط بات نہیں اور نہ کشمیر کے معتبر لوگوں کی شہادت اِس وقت ایسی بات پر میسّر ہو سکتی ہے۔ الغرض خانیار میں مسیح کا مقبرہ ہونا ایک بے بنیاد بات ہے۔ اصل مدعا تو یہ تھا کہ یہودیوں کو ملزم بنا کر حضرت مسیح کی صداقت ثابت ہوتی مگر جس رنگ میں جناب میرزا صاحب نے وفاتِ مسیح کو ثابت کیا اس طرح نہ تو یہودی ملزم ہوتے ہیں اور نہ ہی کسر صلیب کا کام ہوا بلکہ یہودیوں کا دعویٰ اور بھی مضبوط ہوا اور اسلام ہی خطرہ میں پڑ گیا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے مسئلہ وفاتِ مسیح کو دوبارہ زیرِ غور لا کر احمدیت کا فیصلہ کیا جائے۔ اور اس بات پر بھی مکرر غور کیا جائے کہ خواہ میری رپورٹ ہو یا حضرت میرزا صاحب کی ترمیم۔ بہر حال یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ خانیار کا مقبرہ قریباً انیس سو برس کا ہے۔

محمد عبداللہ وکیل سرینگر

## عذر خواہی

میں ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میری کوئی بات ایسی ہو کہ جس سے احمدی دُنیا کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہو یا جس سے حضرت میرزا صاحب کی شخصیت پر کوئی حرف آئے۔ مگر جب رسالہ فرقان قادیان نے دین اور مذہب کے بہانہ سے اسیات کو مشہور کر دیا کہ تمام اہل کشمیر کا عقیدہ نسلاً بعد نسل یہی چلا آتا ہے کہ خانیار کا مقبرہ عیسیٰ علیہ السّلام کا ہے تو میں خاموش نہیں رہ سکا اور اظہار حق کے لئے اس مختصر مضمون کو شائع کر دیا کیوں کہ بغیر اس کے احقاقِ حق نا ممکن تھا۔ ورنہ ایسی باتوں کو نظر انداز کر کے حضرت میرزا صاحب کے دیگر کمالات مدنظر رکھ کر میں ان کی عزت کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کے شامل ہو۔ والسلام

مورخہ ماہ مئی ۱۹۴۶ء

◆◆◆